

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پیلی بھیت میں

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ
کی پیلی بھیت شریف سے محبت اور پیلی بھیت کے لوگوں سے
سے منسوب واقعات پر اوّلین تحقیقی تصنیف

تصنیف: علامہ مفتی عسجد نعمان قادری نوری

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی پیلی بھیت سے محبت اور پیلی بھیت سے منسوب واقعات پر تحقیقی تصنیف

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پیلی بھیت میں

تصنیف

علامہ مفتی عسجد نعمان قادری نوری

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے دادا جان تحریکِ ختم نبوت کے عظیم مجاہد حضرت محمد عثمان خان قادری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتا ہوں۔

جنہوں نے پیلی بھیت (ہندوستان) سے سکھر (پاکستان) کی جانب ہجرت فرمائی۔ اور پھر اپنی پوری زندگی دینِ متین اور علمائے ربانیین بالخصوص مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کیلئے وقف کر دی، جنہوں نے سکھر میں جلوسِ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی مجاز تنظیم "انجمن فدایانِ رسول ﷺ" کی آخری دم تک سرپرستی فرمائی اور پیرانہ سالی کے باوجود جلوسِ میلاد ﷺ میں سب سے آگے رہ کر نوجوانوں میں نئی روح پھونک دی۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی پیلی بھیت سے نسبت پر لکھی گئی اس کتاب کی تکمیل پر یقیناً ان کی روح بہت خوش ہوگی۔

ساتھ ہی میں اپنی یہ کتاب اپنی ننھی بھانجی سے منسوب کرتا ہوں جو اس کتاب کی تصنیف کے دوران اس دنیا میں آئی۔ اللہ اسے دارین کی بھلائیاں، خوشیاں عطاء فرمائے۔ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے بہت اچھے نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

یہ سب کیوں؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے علمی اور تجدیدی کاموں سے پوری دنیا واقف ہے۔مگر آپ کے اسفار اور تبلیغی دوروں کے حوالے سے عموماً زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوتی۔ صفرالمظفر کا مہینہ شروع ہوا تو خیال آیا کیوں نہ اعلیٰ حضرت کے سفرناموں کے حوالے سے تحقیقات کی جائیں اور پھر اس حوالے سے کچھ تحریر کیا جائے۔مگر سوال یہ تھا کہ اگر سفرنامے پر تحقیق کا آغاز کیا جائے تو کس شہر کی جانب آپ کے اسفار کو موضوع بنایا جائے؟

معاً یہ خیال آیا کہ کیوں کہ ہمارے آباء واجداد پیلی بھیت سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے تو کیوں نہ اعلیٰ حضرت کے پیلی بھیت کی جانب اسفار، پیلی بھیت والوں سے اعلیٰ حضرت کی محبت اور پیلی بھیت والوں کی اعلیٰ حضرت سے محبت وعقیدت کے واقعات کو موضوع بنایا جائے۔ابتداء یوں لگتا تھا کہ ایک مضمون ہی بہ مشکل مکمل ہوسکے گا کیوں کہ تحقیق وتصنیف کی پیچیدگیوں سے جو لوگ واقف ہیں وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ بعض اوقات محض چند سطور لکھنے میں گھنٹوں کی تحقیق درکار ہوتی ہے۔اور پھر یہ تو مکمل ایک نئی جہت تھی ،مگر پھر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور جہاں ایک مضمون پورا کرنا مشکل تھا وہیں مکمل رسالہ وجود میں آگیا اور الحمدللہ اب یہ مختصر رسالہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔کیوں کہ خوشی اس بات کی تھی کہ یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور ساتھ ہی یومِ عرسِ اعلیٰ حضرت بھی نزدیک تھا تو ہماری ٹیم نے سوچا کہ اگر کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا تو کئی دن لگ جائیں گے لہذا اسے آن لائن شائع کردیا جائے اس سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ بہت جلد پیلی بھیت (ہندوستان) والوں تک بھی پہنچ جائے گا ورنہ کتابی صورت میں یہ رسالہ ان تک پہنچنے میں کافی وقت لگتا۔لہذا ہم نے اسے اسی انداز

سے شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔

مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں عموماً میں اپنے دادا جان محمد عثمان خان قادری رحمۃ اللہ علیہ (سرپرست اعلیٰ انجمن فدایانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اور دادی جان علیہا الرحمہ سے کہا کرتا تھا کہ مجھے انڈیا کی باتیں سنائیں، تو وہ بہت دیر تک ماضی کے دریچوں میں جھانک کر انڈیا کے واقعات سنایا کرتے تھے، کبھی پیلی بھیت کی تہذیب وتمدن، کبھی وہاں پر منائے جانے والے تہواروں کے احوال، کبھی ہجرت کے وقت کی دل سوز داستانیں اور کبھی پیلی بھیت اور بریلی کے علماء ومشائخ کے واقعات وکرامات سنایا کرتے تھے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ دادا جان کثرت سے اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ اور شیر بیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمہ کا ذکر کرتے تھے جبکہ ہماری دادی جان حضرت شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا وجیہ الدین پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے واقعات بہت کثرت سے سنایا کرتی تھیں۔

یہی تمام یادیں، باتیں اور امام اہلسنت سے محبت وعقیدت ہی اس مختصر تحقیقی تصنیف کا محرک بنیں۔ کئی دنوں کی محنت شاقہ بارآور ہوئی اور اب تمام مراحل کی تکمیل کے بعد الحمدللہ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کی تکمیل پر میرے دادا جان اور دادی جان کی ارواح بہت خوش ہوں گی کہ ان کے آبائی شہر کی تاریخ اور پھر امام اہلسنت کی اس شہر سے نسبت کے موضوع پر پہلی بار کوئی تصنیف منظر عام پر آرہی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مسلک حق اہلسنت وجماعت پر ثابت قدم رکھے اور امام اہلسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

زرد مٹی کا شہر

پیلی بھیت، ہندوستان کی ریاست اتر پردیش کے بریلی ڈویژن کا شمال مشرقی ضلع ہے، روہیل کھنڈ بیلٹ میں واقع یہ ایک ایسا تاریخی اور پراسرار شہر ہے، جہاں کی ہواؤں میں سوہانی جنگلات کی خوشبو ،صوفیانہ روایات کی مٹھاس موجود ہے، یہ محض ایک شہر نہیں بلکہ قدرت، تاریخ اور فن کا ایک خوبصورت سنگم ہے۔

پیلی بھیت نام پڑنے کی وجہ:

پیلی بھیت شہر کے نام کے متعلق دو مشہور نظریات ہیں:

خواجہ رضی الدین حیدر صاحب لکھتے ہیں

ہندوستان کے صوبہ یوپی میں نیپال کی ترائی میں (پیلی بھیت) قدیم شہر ہے، حافظ رحمت خان روہیلہ نے ۱۷۶۲ء میں آباد کیا تھا اور اس کا نام حافظ آباد رکھا گیا تھا۔ بعد میں حافظ رحمت خان روہیلہ کے حکم پر ایک فصیل (حفاظتی دیوار) شہر کے اطراف سے نکلنے والی پیلی مٹی سے تعمیر کروائی، کیوں کہ ہندی اور سندھی زبان میں بھیت دیوار کو کہتے ہیں اسی وجہ سے یہ شہر حافظ آباد سے پیلی بھیت ہو گیا، حافظ رحمت خان نے شہر کے وسط میں ایک جامع مسجد بنوائی۔ جو اپنی وضع قطع کے اعتبار سے فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے پیلی بھیت میں ہندو کائستوں اور بنجاروں کے علاوہ مسلمان پٹھانوں، پنجابی سوداگروں اور سیدوں کی اکثریت ہے۔

(تذکرہ محدث سورتی،ص:۴۷)

پیلی بھیت نام پڑنے کی دوسری وجہ یہ مشہور ہے کہ کسی زمانے میں یہاں ایک قدیم مٹی کا قلعہ تھا جس کی دیواریں زرد رنگ کی تھیں اس وجہ سے اس شہر کو پیلی بھیت کہا جانے لگا۔

پیلی بھیت کی تہذیب وثقافت

یہ شہر روہیل کھنڈ کی قدیم روایات، صوفیانہ مزاج، افغان و مغل اثرات اور فطرت کے ساتھ گہرے تعلق کا ایک دلکش سنگم ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں گنگا جمنی تہذیب کی مٹھاس، جنگلات کی خاموشی اور بانسری کی مدھم دھنیں مل کر ایک منفرد ثقافتی شناخت بناتی ہیں۔

آیئے پیلی بھیت کے ثقافتی رنگوں کا جائزہ لیتے ہیں:

گنگا جمنی تہذیب اور صوفیانہ مزاج:

پیلی بھیت کی سب سے بڑی ثقافتی پہچان یہاں کا مذہبی رواداری اور صوفیانہ ماحول ہے۔

مسلمان اور ہندو برادری صدیوں سے ایک دوسرے کے تہواروں، خوشیوں اور غموں میں یکساں جوش وخروش سے شریک ہوتے آئے ہیں۔ شاہ نوری میاں کا آستانہ اور شاہ جی میاں کی درگاہ جیسے صوفیانہ مراکز شہر کے روحانی کلچر کی علامت ہیں، جہاں تمام مذاہب کے لوگ حاضری دیتے ہیں۔

بانسری کی کاریگری (Flute Culture):

بانسری صرف ایک ساز نہیں، بلکہ پیلی بھیت کے لوگوں کا قومی وثقافتی فخر ہے۔

یہاں کی گلیوں اور گھروں میں بانسری بنانے کی روایت نسل در نسل چلی آرہی ہے۔ ہندوستانی کلاسیکی موسیقی میں پیلی بھیت کے کاریگروں کی بنائی ہوئی بانسری کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہ ہنر گویا کہ یہاں کی روزمرہ زندگی کا حصہ اور اس شہر کی خاص پہچان ہے۔

طرزِ زندگی، زبان اور رہن سہن:

پیلی بھیت کے لوگوں کی زبان اور طور طریقوں میں شائستگی اور دھیما پن نمایاں ہے۔ یہاں بنیادی طور پر اردو اور ہندی بولی جاتی ہے، جبکہ دیہاتی علاقوں اور روزمرہ کی بول چال میں کھڑی بولی اور روہیلہ

لہجے میں اردو زبان وکلام کا خوبصورت اثر ملتا ہے۔ پیلی بھیت کے لوگ روہیل کھنڈی ثقافت کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے انتہائی مہمان نواز، سادہ اور روایتی اقدار کے پاسدار ہیں۔ گُڑ اور دودھ سے بنی روایتی مٹھائیاں، بالوشاہی اور ربڑی یہاں کی ثقافتی میزبانی کا لازمی حصہ ہیں۔

غرض صوفیانہ تعلیمات اور اسلامی روایات پر سختی سے کاربند ہونے کی وجہ سے محبت کرنا اور محبت باٹنا یہاں کہ لوگوں کی فطرت کا حصہ ہے۔

اعلیٰ حضرت کے اسفار:

تصنیف وتالیف، افتاء نیز تحقیق اور پیش آمدہ نئے نئے فتنوں کا سدِّ باب کرنے کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شب وروز اس قدر مصروف رہا کرتے تھے کہ عموما سفر کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ انتہائی مجبوری یا کسی محبّ کے بے حد اصرار پر سفر کیلئے تشریف لے جاتے تھے ورنہ عموما بریلی شریف میں ہی رہتے ہوئے خدمت واشاعت دین میں وقت صرف ہوا کرتا تھا۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت، مفتی ظفر الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اعلی حضرت برابر مکان پر ہی قیام فرماتے عام مشائخ کی طرح سفر میں زندگی بسر کرنا کیا معنی؟ کسی جگہ سفر کرنا اس درجے شاذ ونادر تھا گویا عدم کے حکم میں تھا بلکہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے سفر سے اس درجہ کوفت ہوتی ہے کہ جب سفر کا خیال ہوتا ہے تو دو تین دن قبل سے اس کی پریشانی رہتی ہے اور سفر سے واپسی پر بھی دو تین دن تک اس کا اثر طبیعت پر رہتا ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص:۶۹۳)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت خود اپنے اسفار کی قلت اور اپنی مصروفیات کی کثرت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''فقیر حقیر کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے، اور اس پر نقاہت وضعفِ قوت اور اس پر محض تنہائی ووحدت، ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبورانہ باز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں۔ اہل سنت و مذہب، اہل سنت ہی کی خدمت ہے جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا۔ اور جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے، ورنہ فقیر کا عذر قابل قبول ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۲۹، ص:۶۱۱)

اس قدر مصروفیات اور علمی مشاغل کی وجہ سے گو کہ آپ دنیا بھر کے تبلیغی دوروں یا ہندوستان کے دور دراز علاقوں تک نہیں جا سکے مگر اللہ نے آپ کے قلم سے نکلنے والے نور کو پوری دنیا میں پہنچایا۔

اعلیٰ حضرت اپنی حیات میں جن اضلاع اور شہروں میں تشریف لے گئے ان کی فہرست بہت مختصر ہے دو مرتبہ حرمین طیبین کی زیارات کے لئے حجاز مقدس کے اسفار کے علاوہ آپ نے اجمیر شریف، دہلی، مارہرہ مطہرہ، گنج مراد آباد، بدایوں شریف، پیلی بھیت شریف، بیسل پور، سیتا پور، رام پور، مراد آباد، الہ آباد، لکھنو، نینی تال، کان پور، آرہ، بنارس، پٹنہ، کلکتہ، جبل پور، ممبئ، احمد آباد امرتسر، لاہور اور کراچی کے سفر کیئے۔

اس فہرست کو دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت جن کی جلالتِ علمی پورے ہندوستان میں معروف تھی اور جن کا قول عوام تو عوام، علماء کے درمیان بھی سند کا درجہ رکھتا تھا

جنہیں پوری دنیا سے دعوتیں موصول ہوتی ہوں ان کی کل حیات کے سفر محض چند شہروں تک محدود رہے ہوں تو یہ یقیناً آپ کی بے حد مصروفیات کی بناء پر تھا۔ البتہ پوری دنیا سے آپ کے پاس استفتاء آتے جن کے جوابات رروانہ کئے جاتے تھے۔

اعلیٰ حضرت پیلی بھیت میں

کثرت مشاغل کے سبب گو کہ آپ سفر نہیں کرتے تھے مگر یہ اعلیٰ حضرت کی پیلی بھیت سے محبت تھی کہ آپ کئی بار پیلی بھیت تشریف لائے۔

قاری احمد علی پیلی بھیتی لکھتے ہیں: اعلیٰ حضرت ۱۹ مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے۔

(سفر نامہ اعلیٰ حضرت، ص:۲۱۹)

دراصل پیلی بھیت میں اعلیٰ حضرت کے مخلص ساتھی حضرت علامہ مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز تھے جن سے ملاقات یا ان کی دعوت پر کسی جلسے میں شرکت کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت پیلی بھیت تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اس سے قبل کے ہم اعلیٰ حضرت کی حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقاتوں کا احوال یا پیلی بھیت میں گزرنے والے شب و روز بیان کریں اختصاراً حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف بیان کرتے ہیں۔

حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ:

اُستاذ العُلما والمحدّ ثین، رئیس الفُقہاء، حضرت علاّمہ وصی احمد مُحَدِّث سُورتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 1251 بمطابق 1836ء میں صوبہ گجرات (ہند) کے شہر ''سُورت'' میں ہوئی۔

تحصیلِ علم:

بنیادی تعلیم اپنے والدِ محترم مولانا محمد طَیّب سُورتی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ ان کے وصال کے بعد ملک کے جید علماء سے علومِ اسلامیہ کی تحصیل اور تکمیل فرمائی

دورہ حدیث شریف میں حضرت پیر مِہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہم سَبق تھے آپ دونوں کو ایک ہی سال سَندِ حدیث ملی۔ زمانہ طالب علمی میں بھی آپ کا شمار ذہین اور محنتی طلباء میں ہوا کرتا تھا، آپ کے اَساتذہ کرام نے آپ کے اَندر چُھپے ہوئے مستقبل کے عظیم مُحَدِّث کو پہلے ہی پہچان لیا تھا، آپ کے اُستاذ و شیخ، حضرت فضلِ رحمٰن گنج مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ آپ پر خُصوصی عِنایت فرماتے اور دوسرے طلبہ سے کہا کرتے تھے کہ: ان کی عزّت کرو یہ ہندوستان میں فرمانِ رَسولِ مَقبول کے مُحافظ قرار پائیں گے۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص58)

اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ دُنیا آپ کو "مُحَدِّث سُورتی" کے عظیمُ الشّان لقب سے جاننے لگی۔

آپ نے چالیس سال تک حَدیث شریف کا درس دیا۔ علمِ حدیث میں دسترس کا یہ عالم تھا کہ آپ کے درسِ حدیث میں نہ صرف طلبہ بلکہ کثیر تعداد میں عُلماء بھی حاضر ہوتے تھے۔ بے شمار احادیث آپ کو متناً وسنداً یاد تھیں۔ علم حدیث کی تَرویج واِشاعت کیلئے آپ نے "مَدرسۃ الحَدیث" کے نام سے ایک مَدرسہ قائم کیا، جس کی بُنیاد بذاتِ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ نے پیلی بھیت تشریف لاکر بَدایوں اور مصطفٰے آباد (رَامپور، ہند) کے بڑے بڑے عُلماء کی موجودگی میں رکھی۔ آپ ایک باکمال فقیہ اور مُفتی بھی تھے۔ آپ نے 1285ھ میں فتویٰ نَویسی کا آغاز فرمایا اور آخری عمر تک (تقریباً 49 برس) یہ فرِیضہ اَنجام دیتے رہے۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص86)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عُلومِ نَقلیّہ وعَقلیّہ پر کئی تَصانیف اور تفسیر وحدیث کی کتب پر شُروحات وحَواشی بھی لکھے۔ جن میں سے چند یہ ہیں: حاشیہ نسائی، حاشیہ مشکوٰۃ، حاشیہ طَحاوی، اَلتَّعلیقُ المُجَلّٰی علٰی مُنیۃِ المُصلّی، جامع الشواہد وغیرہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں قُطبِ مدینہ مولانا سید ضیاء الدین

احمد مدنی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (مُصنّف بہارِ شریعت)، ملک العلماء، مولانا ظفر الدین بہاری اور دیگر کئی اَکابر عُلمائے کرام شامل ہیں۔ اتنے بلند عِلمی مَرتبہ کے باوجود آپ عاجزی واِنکساری کا پیکر تھے اور خود کو دِین کا طالبِ علم تصور کرتے۔ آپ کے پاس ایک تَھیلا تھا۔ جب کوئی شخص آپ سے تھیلے کے بارے میں دریافت کرتا تو فرماتے: یہ وہ تَھیلا ہے جو میری والدہ نے سِیا تھا اور جس میں پہلی مَرتبہ سپارہ لے کر مدرسے پڑھنے گیا تھا، یہ تَھیلا جہاں میری والدہ کی نشانی ہے وہاں اس کی مَوجودگی مُجھے یہ اِحساس دِلاتی ہے کہ میں بُنیادی طور پر ''طالبِ عِلم'' ہوں، جس دن یہ اِحساس میرے دل سے مَعدُوم ہوگیا، اس دن میرے عِلم اور جَہالت میں کوئی حَدِّ فاصل نہیں رہے گی۔

8 جُمادَی الاُولیٰ 1334ھ بمُطابق 12 اپریل 1916ء تہجد کے وَقت علم وفضل کا یہ آفتاب ہمیشہ کیلئے غروب ہوگیا آپ کا مَزار شریف یوپی (ہند) کے شہر پیلی بھیت کی بیلوں والی مَسجد سے مُتّصِل قبرستان میں ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے بے انتہاء محبت فرماتے تھے۔

فتاویٰ رضویہ میں ایک جگہ محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت یہ الفاظ ذکر کرتے ہیں: فاضلِ کامل، کوہِ استقامت، کنزِ کرامت ہمارے دوست اور محبوب۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶، ص:۲۰۲)

بلکہ ایک مقام پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے محدث سورتی علیہ الرحمہ کو ''الاسد الاسد الاشد'' کا لقب دیا۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص:۷۰)

پیلی بھیت کی یادگار رات:

ملک العلماء حضرت مولانا ظفرالدین قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر کرتے ہیں:
کہ اعلیٰ حضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت استاذی مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہوئے اثنائے گفتگو میں ''عقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ'' کا ذکر نکلا۔
حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ: 'میرے کتب خانے میں ہے''۔
اتفاق وقت، باوجود یہ کہ اعلیٰ حضرت کے کتب خانے میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا اور ہر سال معقول رقم کی بھی نئی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں مگر اس وقت تک ''عقود الدریہ'' منگوانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی ہے، جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا !
حضرت محدث سورتی نے بخوشی قبول کیا اور کتاب لاکر حاضر کر دی مگر ساتھ ساتھ فرمایا کہ 'جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا اس لیے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں، جن سے فتوی دیا کرتا ہوں''۔
اعلی حضرت نے فرمایا ''اچھا''۔۔۔!
اعلیٰ حضرت کا قصد اسی دن واپسی کا تھا مگر اعلیٰ حضرت کے ایک جان نثار مرید نے حضرت کی دعوت کی اس وجہ سے رک جانا پڑا رات کو اعلیٰ حضرت نے ''عقود الدریہ'' کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی ملاحظہ فرمالیا دوسرے دن دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر گاڑی کا وقت تھا بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا جب اسباب درست کیا جانے لگا تو ''عقود الدریہ'' کو بجائے سامان میں رکھنے کے فرمایا:
''محدث صاحب کو دے آؤ''۔ مجھے تعجب ہوا کہ قصد لے جانے کا تھا واپس کیوں فرمارہے ہیں۔ لیکن کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی حضرت محدث صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اعلیٰ حضرت سے ملنے

اوراسٹیشن تک جانے کے لیے زنانہ مکان سے تشریف لاہی رہے تھے کہ میں نے اعلیٰ حضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا۔

میں اس کتاب کو لیے ہوئے (اعلیٰ حضرت کی خدمت میں) حضرت محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا کہ ''جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا کا شاید آپ کو ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا''۔اعلیٰ حضرت نے فرمایا:''قصد بریلی لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لے جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی''

حضرت محدث صاحب نے فرمایا بس ایک مرتبہ دیکھنا کافی ہوگیا؟

اعلیٰ حضرت نے فرمایا''اللہ تعالی کے فضل وکرم سے امید ہے کہ دوتین مہینے تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتاوی میں لکھ دوں گا اور مضمون تو ان شاء اللہ تعالیٰ عمر بھر کے لیے محفوظ ہوگیا''۔

(سفرنامہ اعلیٰ حضرت،ص:۲۲۳)

پیلی بھیت میں اعلیٰ حضرت کے تعویذات:

نبیرہ محدث سورتی قاری احمد پیلی بھیتی صاحب کا بیان ہے:

اعلیٰ حضرت مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں قیام فرماہیں۔سید شوکت علی صاحب خدمت میں حاضر ہو کرعرض کرتے ہیں کہ حضرت میرالڑ کا سخت بیمار ہے۔تمام حکیموں نے جواب دے دیا ہے۔یہاں ایک بچہ ہے صبح سے نزع کی حالت میں ہے سخت تکلیف ہے۔میں بڑی امید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔اعلیٰ حضرت سید صاحب کی پریشانی سے بہت متاثر ہوئے اور خود ان کے ہمراہ مریض کو دیکھنے تشریف لے گئے۔مریض کو ملاحظہ فرمایا۔پھر سر سے پیر تک ہاتھ پھیر پھیر کر کچھ دعائیں

پڑھتے رہے۔سید صاحب جو ابھی حیات ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت کے ہاتھ رکھتے ہی مریض کو صحت ہونا شروع ہوگئی اور صبح تک وہ مرتا ہوا بچہ اعلیٰ حضرت کی دعا کی برکت سے بالکل تندرست ہوگیا۔

(حیات اعلیٰ حضرت،ص:۹۷۸)

ایک مرتبہ حضرت محدث صاحب علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ بڑی بیٹی حنیف النساء کی آنکھیں تین ماہ سے دکھ رہی ہیں،مختلف علاج کئے گئے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے،ورم کی وجہ آنکھیں نہیں کھلتیں،رات بھر سخت بے چینی اور تکلیف رہتی ہے،اعلیٰ حضرت نے اپنے قلم سے کاغذ کے دو ٹکڑوں پر ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللہ'' کچھ گولائی کے ساتھ تحریر فرمایا اور محدث سورتی کو فرمایا کہ ایک ایک کاغذ آنکھوں پر رکھ کر ایک باریک کپڑا باندھ دیا جائے،چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔حسب ہدایت ظہر کے بعد جب کپڑا کھولا گیا تو آنکھوں میں نہ ورم تھا نہ سرخی،ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان آنکھوں میں کبھی کوئی شکایت ہی نہیں ہوئی۔افسوس کہ مدرسۃ الحدیث کی عمارت منہدم ہونے کے وقت کاغذ کے یہ ٹکڑے ضائع ہوگئے۔(سفرنامہ اعلیٰ حضرت،ص:۲۲۵)

پیلی بھیت میں جنات:

قاری احمد پیلی بھیتی بیان کرتے ہیں کہ:

۱۳۱۹ھ میں حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ ''التعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی''،تحریر فرمارہے تھے۔ایک دن بہت سے اوراق آپ کی چوکی سے غائب ہوگئے۔بہت تلاش کئے گئے،مگر وہ اوراق دستیاب نہ ہوسکے،اعلیٰ حضرت سے اس واقعے کو بیان کیا گیا،آپ نے فرمایا وہ ضائع نہیں ہوا ہے۔بلکہ احتیاط سے رکھا ہوا ہے۔اعلیٰ حضرت نے حضرت محدث سورتی سے فرمایا کہ آپ کی مسجد میں جنوں کی ایک جماعت رہتی ہے ان میں سے ایک صاحب علوم اسلامیہ سے بھی واقف ہیں اور آپ کے درس حدیث

میں بھی شامل ہوتے ہیں۔وہ دیکھنے کیلئے کاغذات لے گئے تھے،مگر واپس رکھنا بھول گئے۔آپ مسجد میں تلاش کیجئے،چناچہ مسجد میں تلاش کیا گیا،تو وہ مسودہ ایک اونچے طاق پر حفاظت سے رکھا ہوا دستیاب ہوا۔

(حیات اعلیٰ حضرت،ص:۹۸۱)

تین گھنٹے کا خطاب:

اعلیٰ حضرت کی عادت تھی کہ جلسوں میں بہت کم تشریف لے جاتے تھے اور تقریر اور خطاب تو بہت ہی شاذ و نادر فرماتے تھے اکثر وقت تصنیف و تالیف نیز افتاء کی ذمہ داریوں میں صرف ہوتا مگر یہ اعلیٰ حضرت کی حضرت محدث سورتی اور پیلی بھیت سے محبت تھی کہ اعلیٰ حضرت ۱۳۰۱ھ میں حضرت محدث سورتی کی دعوت پر پیلی بھیت تشریف لائے پھر اپنے ہاتھ سے مدرسۃ الحدیث کا سنگ بنیاد رکھا اس تقریب میں بدایوں،لکھنو،رامپور اور پنجاب کے بہت علماء شریک تھے،سنگِ بنیاد سے فارغ ہوکر علماء کرام اور ہزاروں مسلمانوں کے اجتماع سے آپ نے تقریبا تین گھنٹے صرف حدیث کے موضوع پر خطاب فرمایا۔اس تقریب میں کم وبیش تین سو مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

پھر آپ تقریبا انیس مرتبہ پیلی بھیت تشریف لائے اور ہمیشہ مدرسۃ الحدیث کی عمارت میں ہی قیام فرمایا کرتے تھے۔

قطب پیلی بھیت حضرت شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ:

پیلی بھیت کا ذکر حضرت شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کے بغیر نامکمل ہے آپ ولی کامل، قطب پیلی بھیت،تاج الفقراء اور غوث الاغواث کے القاب سے مشہور ہیں۔آپ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ہم عصر تھے دونوں بزرگ ایک دوسرے سے بے انتہاء محبت اور عقیدت سے پیش آتے تھے،

آپ کی ولادت ۱۲ اپریل ۱۸۰۵ء کو محلّہ منیر خان، پیلی بھیت، ہندوستان میں ہوئی، آپ کے والد حضرت محبت شیر رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب تقویٰ بزرگ تھے، آپ ایسے مستجاب الدعوات تھے کہ لوگ دور دراز علاقوں سے دعائیں کروانے کیلئے حاضر خدمت ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی نور جہاں بیگم صاحبِ کرامت ولیہ تھیں۔ آپ کے مزار شریف سے متصل ہی آپ کی والدہ ماجدہ کا مزار شریف بھی ہے اسی خانقاہ میں آپ کے والد بھی مدفون ہیں مگر ان کی قبر مبارک کا نشان موجود نہیں ہے۔ شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ۵ ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ کو اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ کا مزار پر انوار پیلی بھیت شریف کے محلّہ شیر محمد میں مرجع خلائق ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے مرید کرنے کا حکم فرمایا:

تاج العرفاء، غوث الزماں علامہ سید شاہ محمد عبد البصیر میاں رحمۃ اللہ علیہ صوبہ خیبر پختون خواہ کے رہنے والے تھے اور زمین دار تھے۔ جب پیر کامل کی تلاش ہوئی تو پیر کامل تلاش کرتے کرتے بریلی تک آ گئے مگر کوئی ایسا نہیں ملا جو دل کو بھاتا۔ آخر ایک دن آقائے دو جہاں ﷺ نے خواب میں بشارت فرمائی کہ ''پیلی بھیت چلے جاؤ اور محمد شیر کے ہاتھ پر مرید ہو جاؤ''۔ اُدھر پیلی بھیت میں حضرت شاہ جی میاں کو حکم فرمایا کہ ''ہمارا شہزادہ آ رہا ہے، اس کو مرید کر لینا''۔

چنانچہ حضرت عبد البصیر میاں رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ جی میاں کے دربار میں حاضر ہوئے تو مرید ہونے کی درخواست پیش کی۔

حضرت شاہ جی میاں نے فرمایا:

''مولانا صاحب! جس ذات گرامی نے آپ کو یہاں بھیجا ہے اس نے مجھے بھی آپ کو مرید کرنے کا حکم فرمایا ہے''۔ اور پھر حضرت عبد البصیر میاں کو آپ نے مرید فرما لیا۔

حضرت عبدالبصیر میاں جیسے عظیم عالم کہ عربی درسی کتب پر جن کے حواشی موجود ہوں اور وہ آپ کے مرید ہیں تو پھر حضرت شاہ جی میاں کے علم و معرفت کا کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت صدرالافاضل، حضرت شاہ جی میاں کی بارگاہ میں:

شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ کا مرتبہ و مقام اس قدر بلند و بالا تھا کہ خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ خود شاہ جی میاں کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ مجھے اپنا مرید بنالیجئے۔ شاہ جی میاں نے آنکھیں بند کیں، مراقبہ فرمایا اور پھر آنکھیں کھول کر فرمایا مولانا صاحب آپ کا حصہ علامہ سید شاہ محمد گل صاحب کے پاس ہے ان کے پاس تشریف لے جائیں، اور ان سے بیعت ہوں، چنانچہ حضور صدرالافاضل پیلی بھیت سے واپس مرادآباد تشریف لائے اور ابھی علامہ سید شاہ محمد گل صاحب کو اپنا مدعیٰ عرض کرنے ہی والے تھے کہ سید شاہ محمد گل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مولانا آپ کو شاہ جی محمد شیر میاں نے بھیجا ہے، اب تم پرسوں جمعہ کو آنا تمہیں تمہارا حصہ مل جائے گا۔

شاہ نعیم الدین بیعت کیلئے حاضر ہوئے

کیسے یہ ذی مرتبہ ہیں حضرت شاہ جی میاں

جو اُن (اعلیٰ حضرت) کا نہیں وہ میرا (شاہ جی میاں کا) نہیں:

ایک مرتبہ شاہ منیر خان صاحب مرید ہونے کیلئے شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھے اپنا مرید بنالیجئے! اس پر شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ نے چند منٹ کے لئے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر فرمایا: تمہارا حصہ میرے ہاں نہیں، بریلی جاؤ! بڑے مولوی صاحب اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا خان) کے یہاں تمہارا حصہ ہے، ان سے مرید ہو جاؤ۔

مزید فرمایا: جو ان کا مرید، وہ میرا مرید، جو میرا مرید وہ ان کا مرید اور جو ان کا نہیں وہ میرا نہیں۔

حیرت انگیز:

ابتداء میں جہاں ہم نے ان شہروں کا ذکر کیا جہاں اعلیٰ حضرت اپنی حیات میں تشریف لے گئے تھے ان شہروں کی فہرست میں کراچی اور لاہور کا نام پڑھ کر ہمارے قارئین بالخصوص اہل پاکستان کو حیرت ہوئی ہوگی کہ کیا ان شہروں کی طرف بھی اعلیٰ حضرت تشریف لائے تھے؟

اسی حیرت کو مدنظر رکھتے ہوئے تو ہم یہاں ان دونوں شہروں میں اعلیٰ حضرت کی آمد کے اسباب اور ان شہروں میں سرانجام دیئے گئے معاملات اختصاراً ذکر کر دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کراچی آمد:

الملفوظ میں ہے کہ کراچی کا سفر قصد وارادہ سے نہیں تھا، بلکہ اضطراراً و دفعۃً تھا جب آپ زیارتِ حرمین شریفین سے مراجعت فرما رہے تھے، قطب الارشاد امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''جدہ پہنچ کر جہاز تیار ملا۔ بمبئی کے ٹکٹ بک رہے تھے۔ خریدے اور روانہ ہوئے، جب عدن پہنچے، معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا، دھوکہ دیا۔ عدن پہنچ کر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائے گا۔ ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں۔ اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اس نے کہا کہ بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا۔ ہم نے کہا، اس مصیبت کو کون جھیلے گا۔ اس سے کراچی ہی بھلی۔ راستے میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا۔ سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی اور دعاؤں کی برکت مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان رکھی۔

جب کراچی پہنچے ہیں۔ ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانہ تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا۔ جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چونگی کی چوکی۔ جس پر انگریز یا کوئی گورا نوکر، اسباب کثیر محصول تک دینے کو نہیں، ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود وسلام۔ ان کی

ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی، وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا ہم نے شکرِ الٰہی کیا اور بارہ آنے دیدیئے، چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا، نہیں نہیں۔ اسباب دکھاؤ۔ سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہے اور رسید دیکر چلا گیا۔ اب سوا روپیہ باقی رہا۔ اس میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خان صاحب کو تار دیا کہ دوسو روپے بھیجو۔ وہ تار مشتبہ ٹھہرا کہ بمبئی سے آتا، کراچی سے کیسا آیا۔ بارہ روپے پہنچ گئے۔ (الملفوظ، بریلی، ۲/۴۲،۴۱)

کراچی آنے کے بعد اعلیٰ حضرت کس کے ہاں تشریف لے گئے اس حوالے سے پروفیسر سید محمد عارف صاحب لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خان ۱۹۰۵ء میں دوسری بار حج سے واپس ہوئے تو کراچی میں سندھ کے مشہور عالم دین مولانا عبدالکریم درسؔ کے یہاں قیام فرمایا اور یہیں سے واپس بمبئی گئے۔ مولانا درسؔ کا مولانا احمد رضا خان بریلوی سے قلبی و قلمی رابطہ پہلے ہی سے تھا۔ چنانچہ ان کے خاندانی کتب خانہ میں اب بھی مولانا (احمد رضا خاں) کے خطوط موجود ہیں۔

(سال نامہ، معارف رضا، کراچی ۱۹۹۴ء، ص:۱۵۶)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی لاہور آمد:

ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب تحریر کرتے ہیں:

لاہور کی سرزمین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم یعنی امام احمد رضا مجدد ملتِ طاہرہ نے یہاں قدم رنجہ فرمائے، بلکہ کئی بار لاہور تشریف لائے اور اپنے ظاہری و باطنی فیوض برکات سے اہلِ لاہور کو فیض یاب کیا۔

(امام احمد رضا اور علمائے لاہور، ص ۲۱،۲۲)

یہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری آگے لکھتے ہیں:

انجمن نعمانیہ، نصف صدی سے زیادہ لاہور کی دینی فضاؤں پر چھائی رہی۔ جب بھی کوئی دینی تحریک اٹھتی۔ انجمن کے متوسلین اس میں پیش پیش رہے اور جب کوئی دینی مسئلہ آجاتا، تو انتظامیہ امام احمد رضا خان سے رجوع کرتی۔ انجمن نعمانیہ ہر سال ایک سالانہ جلسہ منعقد کرتی، جس میں نہ صرف لاہور اور پنجاب کے علماء و مشائخ تشریف لاتے تھے، بلکہ دور دراز کے علاقوں سے بھی علماء کو مدعو کیا جاتا اور انجمن کے دستار فضیلت کے اس جلسہ میں پاک و ہند کے جید علماء کرام کو صدارت اور تقریر کرنے کی دعوت دی جاتی۔ چنانچہ ایک جلسہ میں امام احمد رضا خان بھی مدعو تھے اور ڈاکٹر اقبال بھی اسی جلسہ میں موجود تھے۔

(امام احمد رضا اور علمائے لاہور، ص:۳۰)

علامہ اقبال کی اعلیٰ حضرت سے ملاقات:

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی اپنے ایک خط میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو لکھتے ہیں:

یہ بات اپنے نانا سے سنتے آئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت یہاں اس جلسہ میں تشریف لائے ہیں۔ جس میں ڈاکٹر اقبال بھی مدعو تھے۔ اس جلسہ میں جب ڈاکٹر اقبال نے اپنی ایک نعت سنائی، تو اعلیٰ حضرت نے اس میں ترمیم فرمائی۔

(امام احمد رضا اور علمائے لاہور، ص:۳۳)

شعرائے پیلی بھیت کا خراجِ عقیدت:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا وصال 1340ھ کو ہوا۔ آپ کے وصال پر دنیائے سنیت جس غم و اندوہ سے دوچار ہوئی اس کا اندازہ اُس زمانے کے اخبارات اور رسائل میں شائع شدہ تعزیتی

مضامین اور منظومات سے لگایا جاسکتا ہے۔

حافظ پیلی بھیتی کا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت:

اعلیٰ حضرت کے معاصرین میں پیلی بھیت کے مشہور ترین شاعر استاذ الشعراء حضرت الحاج حافظ قاضی خلیل الدین حسن صاحب فضل رحمانی حافظؔ پیلی بھیتی وکیل وآنریری مجسٹریٹ (ولادت 1860ء وفات 1929ء) اردو کے نعت گو شعراء میں منفرد مقام رکھتے تھے۔

حضرت حافظؔ پیلی بھیتی کے آٹھ دیوان اُن کی زندگی ہی میں شائع ہو چکے تھے۔اس کے علاوہ اِن کے تقریباً دس دیوان غیر مطبوعہ لا پتا ہیں۔حضرت حافظؔ پیلی بھیتی کو اعلیٰ حضرت سے بہت محبت وانسیت تھی۔آپ اعلیٰ حضرت کی بڑی قدرومنزلت کرتے تھے۔اعلیٰ حضرت کے وصال (1340ھ) پر آپ نے اپنے جذبات کا اظہار قطعات وتاریخی مادّے تحریر فرما کر کیا۔جو کہ حضرت حافظؔ پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے دیوان مسمیٰ باسمِ تاریخی "مے خانہ خلد 1340ھ" میں شامل ہیں۔اعلیٰ حضرت کے وصال کے موقع پر حضرت حافظؔ پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے مرقومہ قطعات وتاریخی مادّے یہ ہیں:

تاریخِ وفات اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ

اُف وقت جمعہ مولوی احمد رضا خاں کی وفات
تاریک ہے اہلِ نظر کی آنکھ میں کُل کائنات
نامِ خدا ہوتی ہے ایسی بھی حیات وممات
قالب سے نکلی روح اشاروں سے ادا کر کے صلاۃ
حادث ہے عالم حادثے ہوتے ہی رہتے ہیں یہاں
اس حادثے کا نام سچّا ہے اشدّ الحادثات

کعبہ سیہ پوش آج ہے، غم ناک ہے ہر حق پرست

خوش ہو پڑے پاپوش سے لات ومنات وسومنات

حیرت ہے کیا نُدرت ہے کیا مدحت سرائی پر اگر

اُن کے لبوں کو بوسہ دیں آکر رسولِ کائنات

یہ گھر بھرا ہے خیر سے خوش حال ومالا مال ہے

مال اس میں ہے آل اس میں ہے اس میں ہیں ابنا وبنات

یہ ہیں وہی مال وبنوں جن کو کہا قرآن میں

زینِ حیاتِ دنیوی پھر باقیاتِ صالحات

یہ مال بھی یہ آل بھی قائم رہے دائم رہے

اب اس دعا کی آڑ میں لکھنا ہے تاریخِ وفات

تاریخ کا جو شعر ہو مطلع بھی ہو مقطع بھی ہو

مطلب یہ ہے وہ بات کہیے جس سے نکلے کوئی بات

حافظؔ کو مصرع غیب سے تاریخی آیا ہے یہ بات

مال بنود ودماں الباقیات الصالحات

1340ھ

اس نظم کے علاوہ حضرت حافظؔ پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت کے فرزندِ اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا علیہ الرحمہ کو جو منظوم تاریخی تعزیت نامہ ارسال کیا وہ بھی "مے خانہ خلد" 1340 کی زینت ہے، ذیل میں ملاحظہ کریں:

آپ کے والدِ ماجد پر ہو

حضرتِ حامد رحمتِ ایزد

تاریخ کی فکر میں تھا حافظ

خود ہوئی وارد رحمتِ ایزد

پورا مصرع آ کے بتایا

رحمتِ ایزد، رحمتِ ایزد

1340ھ

حجۃ الاسلام کو روانہ کردہ اس منظوم تاریخی تعزیت نامہ علاوہ حضرت حافظ پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے کئی اور تاریخی رباعی اور کئی قطعات بھی نکلے، جن سے آپ کی اعلیٰ حضرت سے محبت والفت کا والہانہ اظہار بھی ہوتا ہے اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی وفات کا اُن کو کس قدر گہرا صدمہ ہوا تھا، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پیلی بھیت کے لوگ اعلیٰ حضرت سے کس قدر عقیدت ومحبت کیا کرتے تھے۔

ذیل میں "مَے خانہ خلد 1340ھ" میں شامل بقیہ تاریخی مادّے یہ ہیں:

رباعی تاریخی

صد حیف وہ مقتدائے اہل سنت

سب کرتے ہیں ہائے ہائے اہلِ سنت

حافظ نے کہا مصرعِ تاریخِ وفات

سردار پیشوائے اہلِ سنت

1340ھ

قطعہ

وہ سنیوں کا مقتدا

وہ ناجیوں کا پیشوا

وہ جامعِ صدق وصفا

وہ ہادیِ راہِ ہدیٰ

بہکے ہوؤں کا خضر تھا

بھٹکے ہوؤں کا رہنما

وہ سرگروہِ اتقیا

خلدِ بریں کو چل دیا

اللہ کا مقبول تھا

اسمِ شریف احمد رضا

اک مادّے تاریخ کا

احباب کو مطلوب تھا

حافظؔ نے یہ مصرع کہا

مقبولِ حق احمد رضا

1340ھ